بلاک: 5   نقد ادبی کی چند عظیم شخصیات

فہرست

اکائی نمبر		عنوان
اکائی	1	ابن قتیبہ
اکائی	2	ابن رشیق قیروانی
اکائی	3	عباس محمود عقاد
اکائی	4	عبدالقادر مازنی
اکائی	5	طٰہٰ حسین

اکائی: 1 ابن قتیبہ

اکائی کے اجزاء

1.1 مقصد

1.2 تمہید

1.3 شخصی حالات

1.4 علمی خدمات

1.5 تنقیدی مقام

1.6 خلاصہ

1.7 نمونے کے امتحانی سوالات

1.8 مطالعے کے لیے رہ نما کتابیں

1.9 مشکل الفاظ کی فرہنگ

1.1 مقصد

عربی تنقید کے سنہرے دور میں جن لوگوں نے اس فن کو اپنے علم وفضل کے ذریعے اوج کمال تک پہنچایا، ان میں ایک اہم نام ابن قتیبہ کا بھی ہے۔ لہٰذا اس اکائی کا مقصد یہ ہے کہ ہم عربی تنقید کے اس اہم ستون کے بارے میں جانیں۔ ہمیں پتا ہو کہ ابن قتیبہ کون تھے؟ ان کی کیا خدمات ہیں؟ اور عربی تنقید کے میدان میں انھوں نے کیسے زریں نقوش قائم کیے؟ یہ تمام باتیں جاننا ایک طالب علم کے لیے بہت ضروری ہے۔ کیوں کہ ابن قتیبہ اپنی متنوع ادبی وتنقیدی خدمات کی بنا پر عربی تنقید کی تاریخ کا ایک ناگزیر حصہ بن گئے ہیں۔

1.2 تمہید

عربی تنقید نے دوسرے بہت سے علوم وفنون کی طرح عباسی دور حکومت میں نشونما پائی اور اپنے عروج کو پہنچی۔ جن لوگوں نے اس علم کے ابتدائی دور میں اسے پروان چڑھایا ان میں ابن قتیبہ کا نام بھی شامل ہے۔ ویسے تو ابن قتیبہ کے تعارف کے متعدد اور متنوع حوالے ہیں، لیکن ایک عظیم نقاد اور عربی تنقید کے ایک اہم نظریہ ساز کی حیثیت سے ان کا نام علمی وادبی تاریخ میں جلی حرفوں سے لکھا جاتا ہے۔

عربی تنقید کے جدید ماہرین کا اس بات پر تقریباً اتفاق ہے کہ اگر اس فن کو ابتدا میں دوسرے اساطین کے ساتھ ابن قتیبہ جیسا عبقری شخص ہاتھ نہ آتا تو عربی تنقید کی شکل جو بھی بنتی، بہرحال وہ شکل ویسی نہ ہوتی جیسی کہ آج ہے۔ یعنی عربی تنقید کے علمی سرمایے میں ایک بڑا خلا باقی رہ جاتا۔ ایسا خلا جس کو ابن قتیبہ یا ان جیسی صلاحیتوں کا مالک کوئی دوسرا شخص ہی پر کر سکتا تھا۔

1.3 شخصی حالات

ابو محمد عبداللہ ابن مسلم ابن قتیبہ ایک محدث، فقیہ اور ادیب ونقاد کی حیثیت سے جانے پہچانے جاتے ہیں۔ ان کے جائے ولادت کے سلسلے میں مؤرخین کا اختلاف ہے۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ وہ کوفہ میں پیدا ہوئے اور بعض کا کہنا ہے کہ وہ بغداد میں پیدا ہوئے تھے۔ ان دونوں اقوال کے درمیان ایک معتدل بات یہ ہے کہ وہ پیدا تو کوفہ میں ہوئے، لیکن بہت کم عمری میں ہی بغداد منتقل ہو گئے تھے۔ ان کا سنہ ولادت 213ھ بہ مطابق 828م ہے۔

ابن قتیبہ نے بغداد کا جو زمانہ پایا، وہ نہایت ترقی یافتہ اور عروج کا زمانہ تھا۔ علمی، ادبی، ثقافتی، تہذیبی، اقتصادی اور سیاسی ہر لحاظ سے بغداد پوری دنیا میں اپنی مثال آپ تھا۔ ظاہر ہے کہ ایسے بے مثال شہر میں نشونما پانے والا بچہ علمی لحاظ سے نابغہ ہی ہونا چاہیے تھا۔

ابن قتیبہ کی خوش قسمتی رہی کہ انھیں مختلف علوم کے ائمہ سے علم حاصل کرنے کا موقع ملا۔ انھوں نے علم حدیث عظیم محدث حضرت اسحٰق بن راہویہ سے حاصل کیا۔ اسی لیے امام بخاری، امام مسلم اور امام ترمذی جیسے علم حدیث کے امام ان کے شاگرد بھی ہوئے۔ ان حضرات نے ابن قتیبہ سے متعدد احادیث روایت کی ہیں۔

لغت، نحو اور قرأت کا فن امام ابوحاتم سجستانی سے حاصل کیا۔ عربی زبان و ادب کے علوم میں ان کا نام آج بھی نہایت ادب کے ساتھ لیا جاتا ہے۔ ابوالفضل ریاشی سے شاعری اور زبان و ادب کا علم حاصل کیا، جو کہ اصمعی کے ارشد تلامذہ میں سے تھے۔ اس کے علاوہ اصمعی کے بھتیجے عبدالرحمٰن سے بھی ادبی علوم حاصل کیے۔ ان تمام اساتذہ کی صحبتوں اور مجلسوں نے ابن قتیبہ کو بھی اپنے زمانے کا امام بنا دیا۔

آگے چل کر ابن قتیبہ کے علوم وفنون کا شہرہ ہونے لگا تو انھیں دینور شہر کا قاضی مقرر کر دیا گیا۔ کچھ عرصہ وہاں گزارنے کے بعد وہ بغداد واپس آئے اور وہاں رہ کر خلیفہ متوکل کے وزیر عبیداللہ ابن خاقان کے لیے ایک کتاب ''ادب الکاتب'' تصنیف کی۔ بغداد میں قیام کے دوران ہر طرف سے لوگ علم کی طلب میں ان کے پاس پہنچنے لگے۔ ان کا حلقہ درس وسیع ہوتا چلا گیا۔ عبداللہ سکری، عبداللہ ابن درستویہ اور ان کے بیٹے قاضی ابوجعفر احمد ابن قتیبہ جیسے مشاہیر ان کے تلامذہ کی فہرست میں شامل ہوئے۔

ابن قتیبہ نے اپنی پوری زندگی اسلام اور مختلف علوم کی خدمت میں گزاری۔ انھوں نے تفسیر، حدیث، فقہ اور ادب و تنقید کے موضوع پر متعدد تصانیف بھی تحریر فرمائیں اور بے شمار لوگوں کی علمی تربیت بھی کی۔

دنیا میں تقریباً سات دہائیاں گزارنے کے بعد یہ امام جلیل 276ھ بہ مطابق 899م کو اس دنیا سے رخصت ہو گیا۔

ابن قتیبہ کے متعلق علامہ ذہبی نے کہا تھا:

''إنه مِن أوعِيَةُ العلم۔''

اسی طرح امام سیوطی نے کہا تھا:

انه کان رأسًا في العربية واللغة والأخبار وأيا م الناس۔''

1.4 علمی خدمات

قدرت نے ابن قتیبہ کو بے مثال ذہانت وفطانت عطا فرمائی تھی۔ انھوں نے اپنے ذہن کو بہ یک وقت مختلف علوم وفنون میں لگایا اور ہر فن میں بلند مقام تک پہنچ کر ہی دم لیا۔ اسی لیے آج بھی اُن کے تعارف کے متعدد حوالے ہیں۔ ایسا نہیں ہے کہ انھوں نے مختلف علوم سے رابطہ برائے رابطہ رکھا، بلکہ جس علم سے بھی وابستگی اختیار کی اُس میں گراں قدر تصانیف بھی پیش کیں۔ ایسی کتابیں جو ماضی میں بھی دنیا کو مستفید کرتی رہیں اور آج بھی علمی دنیا کی بحث و تحقیق کا موضوع بنی ہوئی ہیں۔

ابن قتیبہ کی تمام تصانیف میں اعتدال و توازن اور گہرائی و گیرائی کا عنصر غالب نظر آتا ہے۔ ان کے ان اوصاف کا اعتراف

تمام اہل علم نے کیا ہے۔

مولانا سید محمد واضح رشید حسنی ندوی نے اپنی کتاب **مصادر الأدب العربی** میں ابن قتیبہ کے علمی مسلک پر بڑی جامع گفتگو کی ہے۔ وہ لکھتے ہیں:

”و مذهب ابن قتيبة هو مذهب الجمع و الوسطية، الا أنه يميل الى الجد و التدين، والتحفظ۔ وهو واحد من الكتاب الثلاثة المجيدين الذين جمعوا العلم من مختلف المصادر، و الفوا فى موضوعات متنوعة۔ الجاحظ و هو، و ابو حنيفة الدينورى، ومن مزايا ابن قتيبة الترتيب، و فى ذلك يفوق الجاحظ و المبرد، فقد قال فى مقدمة عيون الأخبار ما يدل علىٰ منهجه فى التاليف:

و قرنت الباب بشكله، والخير بمثله، والكلمة بأختها، ليسهل علىٰ المتعلم علمها و علىٰ الدارس حفظها۔“

و قال بروكلمان: ”كان هدفه من آكثر مصنفاته أن يقدم الىٰ طبقة الكتاب و أصحاب الدواوين ما يسد حاجتها من الأدب والتاريخ، و لكنه تناول فى اثنين من كتبه مسائل الخلاف التى كانت سائدة فى عصره، فراح يدافع عن القرآن و الحديث تجاه مطاعن الفلاسفة و أهل الشك فى علماء الكلام۔“

و يعد ابن قتيبة أكبر مؤلف ظهر فى العصر بعد الجاحظ، وهو سنى محافظ، و لذلك يكون من المنطق أن تتضح محافظته فى آرائه النقدية، الا أنه كان معتدلاً يوازن بين النزعة المحافظة لعصره و النزعات المجددة المعتدلة عند الجاحظ و أمثاله من المعتزلة۔

و يدل علىٰ مذهبه قوله فى الشعر والشعراء: ليس لمتأخر الشعراء أن يخرج من مذهب المتقدمين، فيقف علىٰ منزل عامر، أو يبكى عند مشيد البنيان، لأن المتقدمين وقفوا علىٰ المنزل الدائر والرسم العافى، أو يرحل علىٰ حمار أو بغل و يصفهما، لأن المتقدمين رحلوا علىٰ الناقة و البعير، أو يرد علىٰ المياه العذاب الجوارى، لأن المتقدمين وردوا الأواجن و الطوامى، أو يقطع الىٰ الممدوح منابت النرجس، و الآس و الورد، لأن المتقدمين جروا علىٰ ذكر منابت الشيح و الحنوة و العرارة۔

لـكـنـه فـى الـوقـت نـفسه يقول: ليس لمتقدم فضل لكونه متقدماً و لا لمتأخر احـتـقـار لتـأخيره، فان الله لم يقصر البلاغة علىٰ زمن دون زمن، و لا خص قوماً دون قوم۔

و كـان ابـن قتيبة عـدواً لـلشـعوبية، وقد ألف كتباً فى الرد علىٰ الشعوبية، لكنه اقتبـس فـى كتبـه مـختـارات من الآداب الفارسية و الهندية و اليونانية، و كتابه عيون الأخبار يمثل هذا المزيج الثقافى۔

و حـاول ابـن قتيبة بهـذا المزج تخفيف حدة الشعوبية، فقد صبّ مآثر الآداب الـمـختـلـفة فـى قـالـب الـلغة الـعربية، فلم يعد الفرس يفتخرون بكرمهم و لا اليونانيون يفخرون بأدبهم۔

1.4.1 علومِ شرعیہ

ابن قتیبہ کو ابتداء ہی سے علوم شرعیہ اور خاص طور پر علم حدیث سے قلبی مناسبت تھی۔ لہٰذا انھوں نے اس میدان میں بھی تابندہ نقوش قائم کیے۔ انھوں نے اپنے زمانے کی ضرورت کے مطابق علم اسماء الرجال اور روایت حدیث سے زیادہ فقہ الحدیث کے علم پر توجہ دی۔ حدیث پر ہونے والے اعتراضات کو اعجاز حدیث کے ذریعے غلط ثابت کیا اور اس علم کو نہایت قوت بخشی۔ ان کی تصانیف میں سے غریب الحديث ،تاويل مختلف الحديث اور اصلاح غلط أبى عبيد في غريب الحديث اسی موضوع کے متعلق ہیں۔ اسی لیے شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ نے انھیں ”حجة الادب المنتصب للدفاع عن أهل الحديث“ کا لقب عطا کیا تھا۔

مُشكل القرآن اور غريب القرآن بھی ابن قتیبہ کی بے نظیر کتابیں ہیں۔ جیسا کہ نام سے ظاہر ہے یہ دونوں کتابیں علم تفسیر سے تعلق رکھتی ہیں۔ ان کتابوں میں بھی ابن قتیبہ نے عربی زبان و ادب اور فصاحت و بلاغت کا سب سے بڑا علمی محور قرآن کریم کو ثابت کیا ہے۔ مُشكـل القرآن کو ڈاکٹر سید احمد صقر نے اپنی تحقیق کے ساتھ شائع کیا ہے اور ان دونوں کتابوں یعنی مشكـل القرآن اور غريب القرآن کو ابن مترف کنانی نے ایک ساتھ القرطين کے نام سے شائع کیا ہے۔

علم فقہ میں ابن قتیبہ نے دو کتابیں تصنیف کیں۔ ایک الأشربة اور دوسری الميسر و القدح۔

”الاشـربـه“ میں انھوں نے شراب کی حرمت اور نبیذ کے مسائل سے بحث کی ہے۔ شراب کی حرمت کے اسباب، عرب میں شراب کا عموم، اُس دور میں رائج شراب کی اقسام اور ان کے خواص اور ایک مہذب معاشرے میں ان کی موجودگی کے نقصانات کو موضوع بنایا ہے۔ ساتھ ہی شراب کی قسموں کے ناموں پر لغوی اور تہذیبی و ثقافتی سیاق میں دل چسپ باتیں بیان کی ہیں۔ انھوں نے کہیں صرف اشارے کیے ہیں اور کہیں مفصل گفتگو کی ہے۔

جب کہ دوسری کتاب "المیسر و القدح" میں جوابازی کو موضوع بنایا ہے۔ دل چسپ بات یہ ہے کہ اس کتاب میں بھی ابن قتیبہ نے عرب کے تہذیبی اور سماجی پہلو کو نظر انداز نہیں کیا ہے۔ بلکہ ان پہلوؤں سے بھی گفتگو کی ہے۔ ساتھ ہی جوا کی رائج اقسام اور ان کے ناموں کے لغوی فرق اور اس فرق کی وجوہ پر بھی عالمانہ گفتگو کی ہے۔

اس طرح ابن قتیبہ کی یہ دونوں کتابیں صرف فقہی مواد ہی فراہم نہیں کرتیں، بلکہ لغوی، تہذیبی اور ثقافتی تاریخ کی طرف بھی رہ نمائی کرتی ہیں۔

1.4.2 ادب ولغت

ادب ولغت سے ابن قتیبہ کو فطری مناسبت تھی۔ ان علوم کے عظیم علماء سے انھوں نے طویل عرصے تک استفادہ بھی کیا تھا۔ اس لیے انھوں نے اس علم کو بھی اپنی قلمی روانی کا مرکز بنایا۔ اس ذیل میں ان کی کتاب "أدب الکاتب" اپنے موضوع پر بے مثال ہے۔ تقریباً بارہ صدیاں گزرنے کے باوجود اس کتاب کو علمی دنیا میں عظمت ووقار اور عموم ورواج حاصل ہے۔

ابن خلدون نے اس کتاب کو عربی ادب کی بالکل بنیادی کتابوں میں شامل کیا ہے اور لکھا ہے کہ ہمارے اساتذہ نے ہمیں بتایا تھا کہ عربی ادب کی چار کتابیں، چار ستونوں جیسی ہیں:

۱۔ ابن قتیبہ کی ادب الکاتب

۲۔ مبرد کی الکامل

۳۔ جاحظ کی البیان والتبیین

۴۔ ابوعلی کی النوادر

قابل ذکر ہے کہ ابن خلدون اور ان کے اساتذہ نے پہلے نمبر پر ابن قتیبہ کی ادب الکاتب ہی کو رکھا ہے۔

یہی وجہ ہے کہ صدیوں سے ابن قتیبہ کی یہ شہرہ آفاق تصنیف علماء و محققین اور اساتذہ وطلبہ کی بحث وتحقیق کا موضوع بنی ہوئی ہے۔ متعدد علمائے ادب نے اس کی شرحیں لکھیں، اس پر حاشیے چڑھائے اور اس کو مختلف انداز کی تحقیقات کے ساتھ شائع کیا۔

یہاں یہ بیان کرنا ضروری ہے کہ ابن قتیبہ کا تعلق اگر چہ اسلام کے ابتدائی دور یعنی تیسری صدی سے ہے، اس کے باوجود اُن کا اسلوب موجودہ دور میں بھی نہایت سلجھا ہوا اور شستہ محسوس ہوتا ہے۔ حالاں کہ عام طور پر ایسا نہیں ہوتا۔ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ اسلوب بیان پھیکا پڑ جاتا ہے اور لائق استفادہ نہیں رہتا۔ لیکن ابن قتیبہ کے ہاں ایسا نہیں ہے۔ اُن کی زبان کی شائستگی کی وجہ سے اُن کی تحریروں سے استفادہ کرنا آج بھی اسی طرح آسان ہے، جس طرح ماضی میں آسان تھا۔

ابن قتیبہ کے اسلوب بیان پر گفتگو کرتے ہوئے مولانا سید محمد واضح رشید حسنی ندوی لکھتے ہیں:

"یمتاز اسلوبه بوضوح و اصطفاء ألفاظ و المزاوجة بینها علیٰ طریقة الجاحظ أحیانا۔ و أحیاناً یسترسل دون محاولة الازدواج، لکن مع العنایة باختیار

الـكـلمات و الملائمة بينها بحيث لا تجد فيها أى نشوز و لا أى اضطراب، أو انحراف، كانت لغته مرنة، لا يتأبى عليه أى لفظ، و لا تستعصى عليه أى كلمة، اسـلوب متناسق مستو، و يبدو كتابه "عيون الأخبار" كأنه مصبوب فى قوالب متماثلة، قوالب تستريح لها الآذان، و تجد فيها القلوب و العقول متاعاً لا ينفد، ولا يستـطـرد ابـن قتيبة كـاسـتـطـراد الـجـاحـظ الذى قد يكون مملاً، بل ينسق كلامه تنسيقاً، و يفوق الجاحظ فى هذا التنسيق۔"

1.4.3 متفرق علوم

فطری طور پر نہایت خوش مزاق اور علم کے حقیقی طالب ہونے کی وجہ سے ابن قتیبہ نے بہت سے ایسے علوم کو بھی اپنی توجہ کا مرکز بنایا، جو اُن کا اصل میدان نہیں تھے۔ لیکن چوں کہ قدرت نے انھیں بے پناہ ذہانت عطا فرمائی تھی، اس لیے انھوں نے اُن موضوعات پر بھی اہم کتابیں تصنیف کیں، جو ان کا اصل موضوع نہیں تھے۔

مثال کے طور پر خوابوں کی تعبیر، حکم رانی کے طور طریق، انسانوں کی فطرت اور مزاج ونفسیات، اخلاقیات وغیرہ۔ اس ذیل میں ان کی کتابوں المعارف اور عیون الأخبار کو پیش کیا جاسکتا ہے۔ متفرق علوم پر ابن قتیبہ کی مہارت کا اندازہ لگانے کے لیے ''المعارف'' کے چند ذیلی عناوین پر ایک نظر ڈالیے:

١۔ باب ذكور ما شهر منه الاناث

٢۔ باب اناث ما شهر منه الذكور

٣۔ باب ما يعرف واحده و يشكل جمعه

٤۔ باب ما يعرف جمعه و يشكل واحده

٥۔ باب ماجاء مثنى فى كلام العرب

ان موضوعات پر ایک سرسری نگاہ ڈال کر ہی ان پر لکھنے والے کی ذہانت وفطانت اور اُس کے علمی تبحر کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ یہ صرف چند متفرق عناوین ہیں، ورنہ پوری کتاب اس طرح کی بے نظیر معلومات سے بھری پڑی ہے۔

1.4.4 تصانیف

ابن قتیبہ نے جو کتابیں تصنیف کیں، اُن کی صحیح تعداد معلوم نہیں ہے۔ اس لیے کہ بہت سی کتابیں رائج اور دست یاب ہیں، بہت سی کتابوں مخطوطات کی شکل میں ہیں اور کچھ کتابوں کے نام مختلف مقامات پر ملتے ہیں۔ اس لیے ان کی تصانیف کی صحیح تعداد متعین نہیں کی جاسکتی۔ البتہ اُن کی جو کتابیں موجودہ دور میں بھی شائع ہورہی ہیں، اُن کے نام یہ ہیں:

1- مشكل القرآن

2- غريب القرآن

3- تعبير الرؤيا

4- أدب الكاتب

5- غريب الحديث

6- تأويل مختلف الحديث

7- إصلاح غلط أبي عبيد في غريب الحديث

8- الأشربة

9- الميسرو القداح

10- عيون الأخبار

11- المعارف

12- الشعرو الشعراء

13- معاني الشعر

14- المسائل و الأجوبة

15- الأنواء في مواسم العرب

16- فضل العرب و التنبيه علیٰ علومها

17- الخيل

ابن قتیبہ کی موجود تصانیف کے ان ناموں سے ہی ان کے طباع اور اخاذ ذہن کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ مختلف علوم وفنون میں ید طولیٰ رکھنے اور خاص طور پر تنقید وعرب تہذیب سے اُن کے بے پناہ لگاؤ کی وجہ سے اہل علم نے انھیں جاحظ کے مشابہ قرار دیا ہے۔ اس سلسلے میں ڈاکٹر احسان عباس نے اپنی کتاب "تاريخ النقد الأدبي عندالعرب" میں جو بحث کی ہے، وہ پڑھنے کے لائق ہے۔

وہ لکھتے ہیں:

"تدل مؤلفات ابن قتيبه على تعدّد مناحي اهتمامه۔ فبعضها بمثل العناية بغريب اللغة وبعضها يتناول النحو، كما أن صنفاً ثالثاً منها مستلهم من عصبيته الأصحاب الحديث و من عدائه للمعتزلة، ويمثّل الشعر ميداناً رابعاً من تلك

الميادين اليّ استأثرت بجهده ـ وعلى الرغم من تعدّد ضروب هذا النشاط، فإننا نستـطيع أن نستبين من وراء هذا الجهد حوافز و غايات معينة، فابن قتيبة يكمّل دور الـجـاحـظ فـي الـدفـا ع عن العرب والردّ على الشعروبية، و يتخذ هذا الردّ صورة مباشرة في مثل "كتاب العرب و علومها"

وصـورـة غيـر مباشرة في مؤلفات يراد بها إبر از ما لدى العرب من مآثر، و هذا يـنحو ابن قتيبة منحى الجاحظ في اتخاذ الشعر العربي مصدراً للمعرفة، فيكتب كتاباً في "الأنواء" وآخر في "الأشربة" وثالثاً في "الخيل" ليثبت لأنصار الكتب المترجمة أن في الشعر العربي ما يضاهي حكم الفلا سفة و علوم العلماء ـ ولما كـان أكثـر الشـعوبيين أثراً وأبعدهم صوتاً من طبقةالكتاب فقد حاول ابن قتيبة أن يـؤلف لهـم كتبـاً، يقرّب إليهم بها المعرفة ويسهّل عليهم تناولها، ويجنبهم بهـا صعوبة الكتب المتخصصة، ولا بأس أن يضع لهم في هذه الكتب شيئاً من حـكـمة الـفـرس فـذلك أدعـى إلـى تألفهم، وأقوى أثراً في صرفهم عن الكتب الـفارسية الخالصة، فكان من ذلك تلك الموجزات من أمثال "أدب الكاتب" و "عيـون الأخبـار" و "الـمـعـارف و "الشعر والشعراء"؛ ولذلك نسمعه يقول في كتـاب (عيـون الأخبار): "وإني كنت تكلفت لمغفل التأدب من الكتاب كتاباً فـي الـمعرفة وفي تقويم اللسان واليد حين تبينت شمول النقص و دروس العلم وشـغـل السـلـطـان عـن إقامة سوق الأدب حتى عفا ودرس" ، وفي تبيان هذه الـنـاحية يـرى الأسـتـاذ جب ان الكتاب "اضطروا في النهاية إلى الاعتراف بأن الـعـلـوم الإنسـانية الـعـربية قد انتصرت وأن وظائفهم من ثم تتطلب منهم على الأقـل مـعـرفة عـابرة بالتراث العربي" وينوه بفضل ابن قتيبة في هذا الصدد الأنه استـطـا ع أن يـمـزج بـالـمـقـتـطـفات والمختارات العربية شيئاً من مآثر الفرس وحكمتهم ـ

وهـذا الـموقف كان لا بدّلا بن قتيبة من أن يتأثر بالجاحظ فيروي كتبه، وينقل مـنهـا، ويتبـنى بعض آرائه مثل رأيه في أن النادرة يجب أن تورد بلفظ أصحابها ولـو كـانـت ملحونة، ورأية في استباحة ذكر العورات في الكتب دون تحرّج،

وغيـر ذلك مـن آراء، هـذا عـلـى الرغم من أنه يحمل بشدّة على الجاحظ الأنه ينـتـصـر لـلـشـيـئ ولـضـدّه، ويـصـفـه بأنه من "أكذب الأمة وأو ضعهم لحديث وأنـصـرهـم لبـاطـل" ، ولـكـن هجومه هذا مقصور على الناحية المذهبية دوق سواها۔"

1.5 تنقیدی مقام

ابن قتیبہ کے علمی کاموں میں ان کا تنقیدی کام بہت ممتاز ہے۔ اگرچہ انھوں نے اس موضوع پر تصانیف کے انبار نہیں لگائے، اس کے باوجود انھیں ہمیشہ عربی تنقید کا اہم ستون قرار دیا گیا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اُن کا تنقیدی کام کمیت کے لحاظ سے کم ہونے کے باوجود کیفیت کے لحاظ سے نہایت وقیع اور ناقابل فراموش ہے۔ اس لیے ہر دور کے ناقدین نے ان سے استفادے کو لازم سمجھا ہے۔

ابن قتیبہ نے تنقید پر یکے بعد دیگرے دو کتابیں لکھیں۔ ایک الشعر والشعراء اور دوسری معانی الشعر۔ الشعر والشعراء اگرچہ ایک کتاب ہے، لیکن اس کے اندر دو اعلیٰ کتابیں پوشیدہ ہیں۔ کیوں کہ اس کتاب کا مقدمہ ایک مستقل کتاب کی حیثیت رکھتا ہے۔ ابن قتیبہ نے کتاب کے مقدمے میں شاعری کی اہمیت، اس کے اصول وضوابط، تنقید کے معنی ومفہوم، تنقید کے ضابطوں اور تنقید کے قدیم وجدید اصول پر گفتگو کی ہے۔ اس کے علاوہ انھوں نے تیسری صدی ہجری میں ہونے کے باوجود تنقید کے لیے نئے اصول وضع کرنے اور نئے پیمانے تیار کرنے کی کوشش کی ہے۔ انھوں نے تنقید کے ایسے اصول اور پیمانے وضع کرنے کی کام یاب کوشش کیا جن کے ذریعے اُن کے دور میں وجود پذیر ہونے والی نئی شاعری کی تعینِ قدر کی جاسکے اور جن کے ذریعے فن کو اچھی طرح پنپنے اور سنورنے کا موقع مل سکے۔ مقدمے میں یہ تمام مباحث چھیڑنے کے بعد انھوں نے زمانۂ جاہلی سے لے کر اپنے دور یعنی عباسی دورِ حکومت کے ابتدائی زمانے تک کے شعراء کے احوال واوصاف بیان کیے ہیں۔ شاعر کے مقام ومرتبے کے لحاظ سے اُن پر مختصر یا طویل گفتگو کی ہے۔ یہ کتاب آج کل احمد شاکر کی تحقیق کے ساتھ شائع ہو رہی ہے۔

ابن قتیبہ کی دوسری کتاب معانی الشعر شاعری کے موضوعات اور خیالات سے عبث کرتی ہے۔ اس میں انھوں نے شاعری کے قدیم وجدید موضوعات پر گفتگو کرتے ہوئے ان کے اوصاف وخصائص بیان کیے ہیں۔ اچھے موضوعات اختیار کرنے کی دعوت دی ہے اور پامال موضوعات سے بے اعتنائی برتنے کو سراہا ہے۔

ڈاکٹر احمد امین نے اپنی کتاب النـقـد الأدبي میں ابن قتیبہ کے تنقیدی رویے پر بڑی عمدہ گفتگو کی ہے۔ انھوں نے ابن قتیبہ کے تنقیدی موقف کے مثبت پہلوؤں کو بھی سراہا ہے اور منفی پہلوؤں کی طرف توجہ بھی دلائی ہے۔ وہ لکھتے ہیں:

"و كان له ميزتان كبيرتان، الأولى أنه دعا إلى عدم التفريق في الوزن بين قديم و

محدث، فالشعر القديم قد يكون جيدًا وقد يكون رديئاً، والمحدث قد يكون جيدًا وقد يكون رديئًا، وعلى رأيه كل قديم كان حديثاً في زمنه.

قال: "ولم أسلك فيما ذكرت من شعر كل شاعر مختار له سبيل من قلد أو استحسن باستحسان غيره، ولا نظرت إلى المتقدم منهم، بعين الجلالة لتقدمه. وأعطيت كلًّا حظه، ووفرت عليه حقه، فإني رأيت من علمائنا من يستجيد الشعر السخف لتقدم قائله. ويضعه في متخيره، ويرذلك الشعر الرصين ولا عيب له عنده إلا أنه قيل في زمانه أو أنه رأى قائله، ولم يقصر اللّٰه العلم والشعر والبلاغة على زمن دون زمن، ولا خص به قوماً دون قوم، بل جعل ذلك مشتركًا مقسومًا بين عباده في كل دهر، وجعل كل قديم حديثاً في عصره، وكل شريف خارجيًا في أوله، فقد كان جريد والفرزدق والأخطل، وأمثالهم يعدون محدثين، وكان أبو عمرو بن العلاء يقول:

لقد كثر هذا المحدَثُ وحسُن، حتى لقد هممت بروايته، ثم صار هؤلاء قدماء عندما بعُد العهد منهم، وكذلك يكون من بعدهم لمن بعدنا، كالخُرَيمي والعتَّابي، والحسن بن هانئ وأشباههم، فكل من أتى بحسن من قول أو فعل ذكرناه له، وأثنينا به عليه،ولم يضعه عندنا تأخر قائله أو فاعله، ولا حداثة سنه. كما أن الرديً إذا ورد علينا للمتقدم أو الشريف؛ لم يرفعه عندنا شرف صاحبه ولا تقدمه"

وهذه نظرة صادقة ربما سبقت زمانها، ولكن مع الأسف يقول في موضع آخر: "وليس لمتأخر الشعراء أن يخرج عن مذهب المتقدمين فيقف على منزل عامر، أو يبكي عند مشيد البنيان، لأن المتقدمين وقفوا على المنزل الدائر، والرسم العائر، أو يرحل على حمار أو بغل، لأن المتقدمين رحلوا على الناقة والبعير، أو يرد المياه العذاب الجواري، لأن المتقدمين وردوا على الأواجن والطوامي، أو يقطع إلى الممدوح منابت النرجس والآس والورد، لأن المتقدمين جروا على قطع منابت الشيح والعرار". فهذه نظرة رجعية تناقض نظرته السابقة. فلماذا لا يكون جميلاً قول علي بن الجهم:

عيــون الــمهــا أيــن الـرصــافة والـجسـر		جلبن الهوى من حيث ندري ولا ندري

بل هو أجمل من قول امرئ القيس:

قـفـا نبك مـن ذكـرى حبيب و منزل		بسـقط اللوى بين الدخول فحومل

بـل نـرى عـلى العكس من ذلك أبا نواس دعا إلى أنه ليس من الصدق أن تبكي على الأطلال ولا أطلال، أو نبكي على قيس و تميم ولا قيس و تميم۔ فيقول:

صــفة الــطــلــول بــلاغة الــفَـدُم		فــاجـعـل صـفــاتك لابـنة الكـرم

وإذا وصف الشـــيْ متبـــعًـــا		لــم تـخـل مـن غـلـط ومـن وهـم

ويقول:

فـمـن تـمـيـم ومـن قيــس وغيرهمـا		لـيـس الأعـاريـب عند الله من أحد

ولـكنه مع الأسف لم يثبت على نظريته، ولم يستمر على دعوته، بل رجع عنها، فبـكـى الـطـلـول، واستـعـمـل الغريب، وقلد الجاهليين في شعرهم عند مدحه للأمين۔

والثـانية أنـه فـرق بيـن الـروح الـعـلـمية، والذوق الأدبي، وأن اشتغال الأديب بـالـمصطلحات الفلسفية، لا يفيده في الأدب، بل هو يضعف ذوقه وإنما الذي يربي ذوقه حفظ النمازج الأدبية وتقليدها۔ قال في كتابه ”أدب الكاتب“:

”إن هـنــاك من يعجب بنفسه فيزري على الإسلام برأية، ولا ينظر في كتاب اللّٰه وأخبـار رسوله، وينحرف عنه إلى علم له منظر يروق بلا معنى، واسم يهول بلا جسـم، فـإذا سـمـع الـكون والفساد، وسمع الكيان والكيفية والكمية، راعه ما سمع وظن أن تحته كل فائدة وكل لطيفة، فإذا طالعه لم يحز منه بطائل۔ وهذه كلها تكون وبالًاعليه، وقيدًا للسانه، وعيًّا في المحافل، وغفلة عند المنتظرين“، وهذه أيضًا نظرة صادقة في التفرقة بين العلم والأدب، وجناية الأساليب العلمية على الذوق الأدبي۔

وكـان من رأيه في موضع آخر أن اللفظ في خدمة المعنى ، وأن المعنى الواحد يمكن أن يعبر عنه بألفاظ مختلفة بعضها جيد، وبعضها ردئٌ۔

اس گفتگو سے ہمارے سامنے ابن قتیبہ کے تنقیدی امتیازات واوصاف کے ساتھ یہ بات بہت واضح طور پر آتی ہے کہ انھوں

نے جو معیار بنائے اور جن پیمانوں کو اختیار کرنے کی دعوت دی، خود بھی متعدد مقامات پر اُن کو اختیار کرنے میں ناکام ہوتے ہیں۔ یہ ضروری نہیں ہے کہ احمد امین کی مذکورہ بالا تمام باتوں سے اتفاق کیا جائے، البتہ اتنا طے ہے کہ مثبت و منفی دونوں پہلوؤں کو سامنے رکھ کر ابن قتیبہ کا مطالعہ کرنے سے ہمارے سامنے اُن کی تنقید کی نئی نئی تہیں کھلتی ہیں اور ہم اُن کے تنقیدی رویے کے کامل ادراک کے لائق ہوتے ہیں۔

ابن قتیبہ کے تنقیدی اوصاف کے متعلق خلاصے کے طور پر احسان عباس کا یہ اقتباس بہت اہم ہے۔ اس میں انھوں نے ابن قتیبہ کے تنقیدی امتیازات و خصائص کو بہت مختصر طور پر بیان کر دیا ہے۔ انھوں نے لکھا ہے:

" وعلى الرغم من فقر المصطلح النقدي لدى ابن قتيبة فقد تمرّس في مقدمته بأكبر المشكلات النقدية اليّ سيكثر حولها الحديث من بعده، فتحدث عن الشعر من خلال قضية اللفظ والمعنى، والتكلف وجودة الصنعة، وعن ضرورة التناسب بين الموضوعات في القصيدة الواحدة وتلا حقها في سياق، واعتمادها على وحدة معنوية تقيم التلاحم و "القرآن" بين أبياتها، وعن أسباب خارجة عن الشعر أجيانًا تمنحه في نفوس الناس منزلة وقيمة، و عن العيوب الشكلية اليّ تعرّي العلاقات الاعرابية والنغمات الموسيقية والقوافي۔ وألمح إلى أهمية التأثير في نفسيات الجماهير بالتناسب والمشاركة العاطفية، وتحدث عن الشاعر متكلّفاً ومطبوعاً، وعن المؤثرات والحوافز اليّ تفعل فعلها في نفسه، وعن علاقة الشاعرية بالأزمنة والأمكنة و عن ثقافة الشاعر، و تفاوت الشعراء في "الطاقة الشعرية" ؛ وبذلك كان من أوائل النقاد الذين لم يتهيبوا الوقوف عند القضايا النقدية الكبرى، كما كان من أبرزهم التفاتًا إلى العوامل النفسية والمبنى الفنيّ الكليّ ؛ و بينا ذهب الجاحظ إلى وضع نظريات لم ينضجها البحث والدرس، وضع ابن قتيبة استنتاجات تدل على خاطر ذوقيّ نقدي أصيل ، كانت كفاءً بنقل النقد إلى مرحلة جديدة۔"

1.6 خلاصہ

ابن قتیبہ تیسری صدی ہجری کی اُن عبقری شخصیات میں تھے، جنھوں نے مختلف علوم وفنون کے میدانوں میں اپنے گہرے نقش قائم کیے۔ تفسیر، حدیث، فقہ، ادب اور تنقید جیسے اہم موضوعات اُن کی علمی توجہات کا اہم مرکز رہے۔ انھوں نے ان میں سے ہر

فن پر متعدد گراں قدر تصانیف علمی دنیا کی نذر کیں۔

ابن قتیبہ کے علمی امتیازات میں ایک اہم امتیاز تنقید کے موضوع پر اُن کی بے مثال طیور بھی تھا۔ انھوں نے اس فنی پر عبور حاصل کر کے اس فن کی نشونما میں اہم کردار ادا کیا۔ الشعر والشعراء اور ادب الکاتب جیسی لافانی کتابیں ہر دور میں اُن کی اعلیٰ تنقیدی بصیرت کا منہ بولتا ثبوت بن رہیں گی۔

1.7 نمونے کے امتحانی سوالات

تین سطروں میں جواب لکھیے:

1- ابن قتیبہ کے کچھ اہم اساتذہ اور تلامذہ کے نام لکھیں۔

2- حدیث کے موضوع پر ابن قتیبہ نے کون کون سی کتابیں تصنیف کیں؟

3- ابن قتیبہ، ابن خلدون اور سیوطی نے ابن قتیبہ کی شخصیت یا اُن کی کسی کتاب کے متعلق کیا کہا تھا؟

پندرہ سطروں میں جواب لکھیے:

1- ابن قتیبہ کے شخصی حالات بیان کیجیے۔

2- ابن قتیبہ کے تنقیدی مقام پر جامع نوٹ لکھیے۔

3- ابن قتیبہ نے مختلف موضوعات پر کیا کیا علمی خدمات پیش کیں؟

1.8 مطالعے کے لیے رہ نما کتابیں:

1- ابن قتیبہ، محمد زغلول سلام

2- ابن قتیبہ العالم الناقد الأدیب، عبدالحمید سندجندی

3- عربی ادب کی تاریخ، ڈاکٹر عبدالحلیم ندوی

4- النقد الأدبي، ڈاکٹر احمد امین

5- تاریخ النقد الأدبي عند العرب، ڈاکٹر احسان عباسی

6- مصادر الأدب العربي، مولانا سید محمد واضح رشید حسنی ندوی

1.9 مشکل الفاظ کی فرہنگ

اوج	بلندی،اونچائی
زریں نقوش	سنہرے نشان
مناسبت	تعلق،لگاؤ
مخطوطات	ہاتھ کی لکھی ہوئی تحریریں،مسودات
طباع	ذہین،زیرک
اخاذ	نئے نئے معانی پیدا کرنے والا
پامال	روندا ہوا،خستہ
بصیرت	دل کی نظر،ہشیاری